اسلامی شعری ادب

غیر مسلم اردو شعراء کی نعت گوئی

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ

انسان صرف گوشت پوست و استخوان وروح کا طبیعی اور فانی مجموعہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسی ہستی ہے جو غیر فانی اور جاودانی وجود بننے کی صلاحیت اور اہلیت رکھتی ہے۔ یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب اس کے فکروعمل کا محور عقیدہ ہو۔ راسخ عقیدہ اور پاکیزہ عقیدت انسان کے قلب وذہن کو منور کردیتی ہیں، اس کی فکرونظر کو رفعتیں بخشتی ہیں اور اسے محدود سے لامحدود کی طرف لے جاتی ہیں۔ عقیدت کی یہ کارفرمائی تو شاعری میں اور بھی زیادہ نمایاں ہوجاتی ہے کیونکہ شاعری انسان کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتی ہے۔ راسخ العقیدہ اور پاکیزہ عقیدتوں کے امین شاعروں کا کلام بامعانی ، اعلا، معتبر اور دلپذیر ہوتا ہے جو صحتمند روایات کی آبیاری بھی کرتا ہے اور ادب کو مستند حیثیت بھی عطا کردیتا ہے۔

ہندوستان تو عقیدتوں کی سرزمین ہے۔ یہاں کی سماجی زندگی تہذیب وثقافت اور اندازفکر پر روحانیت کا گہرا اثر ہے۔ اس ملک میں آزادیٔ فکر کی حمایت کی گئی۔ اسی لئے یہاں مختلف مکاتب فکر کو پھیلنے پھولنے کا سازگار ماحول ملا۔ یہاں کے مفکروں کا اعتقاد تھا، ایکھوستیہ بہودھا ودنتی یعنی ایک ہی سچ کو مختلف طریقوں سے بیان کیا جاسکتا ہے، اسی دھرتی پر انیکانت واد اور سیاد واد جیسے فلسفے ابھرے۔ جن کے سایہ میں انسانی ذہن میں غیر معمولی کشادگی پیداہوئی اور طرز فکر میں موجود اختلافات کے باوجود ہماری ثقافتی میراث متنوع افکار وعقائد سے مالامال ہوتی چلی گئی۔

جب دو تہذیبوں کا قران السعدین ہوتا ہے تو باہمی طور سے متاثر کرنے کا دوطرفہ عمل شروع ہوجاتا ہے۔ ہندوستان تو کئی تہذیبوں کا سنگم ہے۔ اس ملک میں گنگا جمنی تہذیب پروان چڑھی اور اردو اس مشترکہ تہذیب کی ترجمان بنی جس کی آبیاری میں ہندو مسلم سکھ عیسائی وغیرہ سبھی نے حصہ لیا مختلف مذاہب کی کتابوں ، پیغمبروں اور بزرگان دین کی تعریف وتوصیف ، ارشادات وتعلیمات کے متعلق نظم ونثر میں بہت کچھ لکھا گیا۔

عقیدت کسی ایک فرقے یا خطے تک محدود نہیں کی جاسکتی بلکہ پاکیزہ عقیدت تو انسان کو فرقے کی حدبندی اور تنگ نظری سے بلند ہوکر نورحق دیکھنے کی سعادت کرتی ہے لیکن عقیدت کے

مرکز کے لئے بھی ایک ایسی ذات کی ضرورت ہوتی ہے جو کسی ایک فرقے یا علاقے والوں کے لئے ہی مثال نہ ہو بلکہ ہر آدمی اس کی سیرت اور اوصاف کو اپنے لئے ایک نمونہ سمجھے۔ وہ شخصیت اوصاف ومحاسن کا مجموعہ ہو، جس نے راہ انسانیت پر ایسے نقوش چھوڑے ہوں جو دوسروں کے لئے ایک منزل بن گئے ہوں۔ صبر وتحمل، ایثار، عبادت، ضبط نفس، فرض شناسی وغیرہ کا بہترین نمونہ پیش کیا ہو۔ جو مخالف ہواؤں، ظلم وتشدد کے سیلاب میں بھی ثابت قدم رہ کر پیغام حق دیتا رہا ہو۔ ہر شعبے میں اس کی زندگی کا معیار وکردار بلند ہو۔ ایسی ہستی نوع انسانی کے لئے ایک مرکز عقیدت بن جاتی ہے۔ آنحضرت محمد مصطفیٰؐ حبیب کبریا، امام الانبیاء کی ذات گرامی کے سامنے ان سب معیاروں نے سر تسلیم خم کیا ہے۔ عقیدت سے سرشار شعراء نے رسول اکرم کی شان میں منظوم نذرانے پیش کئے جن میں ایمانی وایقانی اقدار، فنی وجمالیاتی نقطۂ نظر، الفاظ کا انتخاب اور لسانی برتاؤ سبھی پیش نظر رہے کون ایسا صاحب دل واہل نظر ہوگا جو آنحضرتؐ کی عظمت تسلیم نہ کرے جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب کی تعریف کی ہے بقول حضرت ابرار کرتپوری۔

ہے خدا خود مصنف نعت
ہم تو تالیف کرنے والے ہیں

آداب نعت گوئی:

نعت کہنا بقول عرفیؔ تلوار کی دھار پر قدم رکھنا ہے، مثل مشہور ہے باخدا دیوانہ باش وبا محمدؐ ہوشیار اس لئے اظہار عقیدت واحترام کے ساتھ ہی نعت گو میں حدود احترام، حفظ مراتب کا احساس اور خوش سلیقگی کا ہونا ضروری ہے۔ آداب نعت گوئی، تعلیمات قرآنی اور احکام شریعت کے ساتھ ہی صادق البیانی تاریخی حقائق اور شعری تقاضوں کا بھی خیال رکھنا ایک لازمی شرط ہے۔ عقیدت کے اظہار کے لئے شعور اظہار بھی ضروری ہے یہ کہنا نامناسب ہے۔

اوزان کا شعور نہ درک بحور ہے
شاعر تو بس تمہاری محبت میں چور ہے

آنحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے ”میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنالینا، لیکن ایک نعت گو کہتا ہے۔

در رسول پہ سجدہ کروں محبت کا

اجل مدینے میں اے کردگار آجائے

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں' جنت کے لئے میری قرابت مندی نہیں ہر شخص کے اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے لیکن ایک شاعر کہتا ہے۔

دوزخ میں میں تو کیا مرا سایہ نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

کچھ نعت گو حضرات نے تو عقیدت کے جوش میں ایسے ایسے اشعار لکھ دئے ہیں جن میں خاکم بدہن خدائے پاک وبرتر کے کے سلسلے میں ذم کے پہلو نکلتے ہیں مثلاً۔

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

ایک سخنور کا یہ شعر یقیناً سماعت پہ بار ہے۔

میں جھوٹ نہ بولوں گا ملاّ کے ڈرانے سے
جاتا ہوں مدینے کو میں حج کے بہانے سے

رسول اکرمؐ کی بشریت کے ساتھ رسالت ونبوت کا امتزاج بیان کرنے کے لئے قرینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ معبود وعبد کا فرق پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔ بعض نعت کہنے والوں نے اس طرح اشعار کہے ہیں کہ شرک جلی وخفی کے ارتکاب کے امکانات بڑھ گئے ہیں مثلاً

بندے سے ہو ثنائے محمدؐ مجال کیا
ترسٹھ برس لباس بشر میں خدا رہا
صورت انسان میں آکر خود دکھانا تھا کمال
رکھ لیا نامِ محمدؐ تاکہ رسوائی نہ ہو
وہی جو مستویٔ عرش تھا خدا ہوکر
اُتر پڑا ہے مدینے میں مصطفٰےؐ ہو کر

وحدہٗ لاشریک کی ذات میں کسی اور کو شریک کرنا اسلامی تعلیمات کے کہاں تک مطابق ہے؟

اس میں کچھ قصور انسانی فطرت کا ہے کچھ احترام کے توازن کا۔ کبھی کبھی ممدوح کی تعریف یا توصیف کرتے وقت مداحین حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ یہ صرف نعت میں ہی نہیں بادشاہوں

کے قصیدوں پیرو مرشد کی تعریف میں بھی ہوتا ہے۔ کچھ ناقدین نے اس کے لئے ہندوستانی اثرات یعنی اوتار واد، وصنمیات کو اور کچھ نے تصوف کے وحدت الوجود کے نظریہ کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ انا الحق کی گونج نعت میں بھی ابھری ۔ نتیجہ یہ ہوا سخنوروں نے کبھی کبھی تعریف رسول پاک کرتے ہوئے الوہیت اور رسالت کے فرق کو نظر انداز کردیا، معجزات اور فوق العادت عنصر کی جاذبیت کا سہارا لینے کی وجہ سے ایک غلط روایت نے جگہ پائی اور قارئین وسامعین کی توجہ سیرت، ہدایات، پندووعظ یا ارشادات نبوی سے ہٹ گئی۔

نعتوں میں ہندی الفاظ:

جب بھی ایک زبان دوسری زبان کے قریب آتی ہے تو باہمی اثرات کا قبول کرنا ایک فطری امر ہے۔ ہندی اور اردو تو یوں بھی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔صوفیائے کرام نے اس ملی جلی زبان کو فروغ دیا کیونکہ وہ عوام میں عشق نبی کو مقبول بنانا چاہتے تھے۔اسی لئے سیرت وارشادات نبوی کی تبلیغ کے لئے انہوں نے یہ زبان استعمال کی۔عورت کی زبان سے اظہار عشق اسلامی شاعری میں معیوب خیال کیا جاتا تھا۔عرب اور ایران میں اس قسم کی روایت شعروادب میں موجود نہیں تھی لیکن ہندی شاعری کا اثر ، درگاہوں پر گائی جانے والی قوالیوں کی گونج یا دادرے، ٹھمری، کجری وغیرہ عوامی موسیقی کا اثر نعت گوئی پر بھی ہوا۔ ملاحظہ کیجئے۔

طیبہ کے رنگیلے بانکے میاں موہے چاند سا مکھڑا دکھا جانا
میں برہا دِوانی تڑپت ہوں ذرا آجانا ، ذرا آجانا
(اعظم علی خاں شائق)

یا

نبی جی کی کہائی جب میں دنیا میں آئی پر وہ نزدیک مجھ کو بلاتے نہیں
میں نے کیا کی برائی ان سے جو دل لگائی کوئی دنیا میں کیا دل لگاتے نہیں
تلپت ،کلپت رتیاں نیند اچٹ گئی ہائے

لیکن اظہار عقیدت کا یہ طریقہ ممدوح کی عظمت واحترام میں اضافہ نہیں کرتا بلکہ عامیانہ رنگ ہے جو با محمدؐ ہشیار باش کے مشورے کے مطابق نہیں ہے۔

الیاس برنیؔ فرماتے ہیں۔

مورامن ہی مچلتا جائے بنی پہ میں بلہاری
برنی چرنوں پہ سیس نوائے بنی پہ میں بلہاری

چرنوں پر سیس نوانا اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔
شائق حیدر آبادی کا کلام ہے۔

مورے پیارے نبی تک گُجر نہیں رے
صدقے ہوتی میں لے کر بلائیں وہیں
ہائے آئے کبھی وہ ادھر نہیں رے
مورے پیارے نبی تک گُجر نہیں رے
(اعظم علی خاں شائق)

حضرت امجد حیدر آبادی کی نعتیہ نظم 'جوگن' میں ہندی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔عوام کی زبان کے الفاظ کو استعمال کرنے کا بھی سلیقہ ہونا چاہئے۔محسن کاکوروی کا مشورہ نعتیہ قصیدہ بہت مقبول ہے، جس میں کاشی ،متھرا ، گنگا جل، بوڑھوا منگل راجہ اندر بیراگی بھبھوت ،کنھیا وغیرہ الفاظ کے استعمال نے اس کو اور بھی دلکش بنادیا ہے۔

نعت گوئی میں ایک اور بحث شروع ہوگئی ہے کچھ لوگ آنحضرت کے لئے تیرا ،تم تمہارا یا تجھے تجھ کو وغیرہ الفاظ کا استعمال جائز نہیں سمجھتے ان کا کہنا ہے جو الفاظ ہم اپنے بزرگوں کے لئے استعمال نہیں کرتے انہیں نبیؑ پاک کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ کچھ سخنور اسے جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں اہانت آمیز تخاطب نہیں ہے عقیدت ہی کارفرما ہے راقم الحروف محمد یسٰین مظہری کی رائے سے متفق ہے کہ یہ الفاظ رسالت مآب کی شان کے شایان نہیں ہیں تاہم اس میں توہین کا پہلو نہیں ہے سبھی نعت گو حضرات نے جوش عقیدت میں ان الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ مجھ بندۂ احقر کا خیال ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے ان الفاظ کے استعمال سے بچنا چاہئے لیکن اگر ممکن نہ ہو تو ان کا استعمال کیا جاسکتا ہے عقیدت بہر حال پیش نظر رہنی چاہئے۔

عرب میں کوئی ہولی نہیں مناتا اور آنحضرتؐ کے زمانے میں ہولی کھیلنے کا رواج کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔لیکن شاہ نیاز احمد بریلوی فرماتے ہیں۔

ہولی ہورہی احمد جی کے دوار

علی نبی کا رنگ بنو ہے حسن حسین کھلار
ایسو انوکھو چتر کھلاری رنگ دِہو سنسار
نیاز پیارا پھر پھر چھر کے دیکھ رنگ پچکار

شاہ واجد پریشان کی نعت کی زبان ملاحظہ کیجئے۔

کنت کنزاً کا دریا امڑا کیسا شور مچایا جی
کن فیکون کا ہلپا آیا کیا کیا موج دکھایا جی
ذات کا نور صفات میں آیا آپ میں آپ بھولایا جی
ان آنکھوں نے اچرج دیکھا بوند سمدر سمایا جی
احد احمد کا بھید جوپایا یہ چترنگ وہ گایاجی
بیرنگی سے رنگ میں آیا ادھ بُھت روپ دکھایا جی
خودی گنوائے خدا کو پائے یہ منتر من بھایا جی
جاؤں گُر واجد کے بلہاری جن یہ بھید بتایا جی

عبدالعزیز خالد کے نعتیہ قصیدے میں زبانوں کا سنگم نظر آتا ہے۔ ہندی الفاظ کا استعمال ملاحظہ فرمائیں۔

براجمان ہوئے آکاش پر مکٹ دھاری
سُلج سباس سے چھلکائے پریم رس پریتم
یہ سرب بھومی کا راجا ، مہابلی سمراٹ
اپارہ ، اتھاہ ، اننت ایک انیک وشواتُم
یہی للن یہی یوگیشور یہی کانہا
سدآتما، اپراجت انوپم اور دُرگم
مہاپرش جسے آکار الکھ پرش کاکہیں
پسینہ جس کا ہے سونا سگندھ دیہہ ستم

سندر لال حمید تلہری کی نعت کملی والا منموہن، میں ہندی الفاظ کا استعمال خوبصورت طریقے سے کیا گیا ہے۔ بابا چھٹیو داس کی نعت ’ نام محمدؐ دوجگ پیارا‘ بابا گرودت داس کی نعت مگن بھئے منوانز

کھت نور، مہارا جاکشن پرشاد شادؔ حیدر آبادی کی نعت' موربطحا کا بسیا چھین لئیومن کو' وغیرہ بہت سی مثالیں اسی قسم کی موجود ہیں۔

ہندوستانی اثرات ، ہندی زبان کے الفاظ کا استعمال ، اوتار واد کے نظریئے کی اس مختصر معلومات اور تذکرے سے غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی کا پس منظر کچھ واضح ہوجائے گا۔

ہیئتی اعتبار سے غیر مسلم شعراء کی نعتوں کا تجزیہ اور توضیح:

چند ناقدین سخن (مثلاً پروفیسر وہاب اشرفی) نعت کو اس لئے ایک صنف سخن قرار دینے پر متفق نہیں کیونکہ اس کی ہیئت مخصوص ومقرر نہیں۔لیکن اس طرح کی شرط یا قید تعینات کہ نعت ایک ہی ہیئت میں کہی جائے مناسب نہیں۔مختلف ہیئتوں میں نعت پیش کرنے سے تو اس صنف سخن میں تنوع ، وسعت اور دلاویزی بڑھی ہے۔نعتوں میں مثنوی ، غزل، قصیدہ، شہرآشوب، نظم، ترکیب بند، ترجیع بند، مرثیہ، نوحہ، مسدس ، مخمس ، مثلث، رباعی ، سلام ومناجات وغیرہ مختلف اصناف واشکال سخن کا استعمال کیا گیا ہے۔مقامی زبان اور اثرات کے زیر اثر کچھ گیت ، لوری ، کجری، ٹھمری، دادرا، دوہے کے روپ میں بھی نعتیں کہی گئی ہیں۔ ان میں غیر مسلم شعراء نے بھی خوب خوب طبع آزمائی کی ہے۔ ہندو پاک میں جدید نعتوں میں کچھ ہیئتی تجربے بھی کئے گئے ہیں آزاد ونثری نظمیں، تین سطری نظمیں آزاد غزلیں، ماہیا، ترومینی، کہہ مکرنیاں، چوبولے ، ثلاثی کا استعمال کیا گیا ہے۔ در آمد شدہ جدید ترین ہیئتوں مثلاً سانیٹ، ہائیکو، واکا، ترائیلے کا استعمال بھی کیا گیا لیکن غیر مسلم شعراء نے نئے تجربات کم ہی کئے۔

أ۔ مثنوی : اردو نعت گوئی کے ابتدائی دور میں اس ہیئت کو پسند کیا گیا دکن میں معراج نامہ، ولادت نامہ شمائل نبی مثنوی میں لکھے گئے کیونکہ اس میں حقیقت نگاری، تسلسل اور چھوٹی بحر ہونے کی وجہ سے عوام اس کو آسانی سے پڑھ اور یاد رکھ سکتے تھے۔لچھمی نرائن شفیق کے معراج نامہ میں ۱۰۶ ابیات ہیں اس مثنوی کے چند اشعار پیش ہیں۔

عجائب رات تھی وہ نور افشاں   کہ ہر کوکب تھا اک مہر درخشاں
کہوں گر رات اس کو ہے تامل   کہوں گر دِن تو عالم میں پڑے غل
غرض غفلت سبھوں پر چھارہی تھی   خرد داروئے حیرت کھارہی تھی
سفیر نیک پے پیغام لایا   سلام حق کہا اور یہ سنایا

در حجرہ پہ دو آجوڑ کے ہات — کہا سرور ترے پر حق کی صلوات
چل اٹھ اے شہ کہ ہے معراج تیرا — غنی بھی آج ہے محتاج تیرا

لالہ پیم چند پیم ناگپوری کی مثنوی شاہ نامہ تصنیف ۱۱۳۰ھ سے دو اشعار پیش ہیں۔

ترا نام روشن زباں پہ دھروں — تو باہر اور بھیتر اجالا کروں
جو صادق ترے نام پر ہے مدام — تو ہیں اس کے رات اور دن صبح و شام

مہاراج کلیان سنگھ عاشق کلکتہ فرماتے ہیں۔

کہ لکھتے ہیں نعت رسول خدا — مغیث الوراء ، خواجۂ دوسرا
محمدؐ ہے محبوب پروردگار — محمدؐ ہے مطلوب پروردگار

موجودہ دور میں شیو چرن داس بھنگالوی کی مثنوی ’پیغام عرفاں‘ مشہور ہے۔

غزل : اردو شاعری کی یہ مقبول ترین صنف ہے۔ زیادہ تر نعتیں بھی اسی صنف سخن میں لکھی گئیں ہیں ۔ اس میں ترنم رنگ تغزل ، اصلاحات وتلمیحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔

پنڈت برجموہن لال تکو زیبا امرتسری فرماتے ہیں۔

سبق دنیا کو وحدت کا دیا حضرت محمدؐ نے — دوئی کو دور ہر دل سے کیا حضرت محمدؐ نے
سبق پاکیزگی کا اور نیکی کا دیا سب کو — بڑا احسان دنیا پر کیا حضرت محمدؐ نے

پنڈت بشن نرائن در فرماتے ہیں۔

ہو کس سے بیاں منزلت و شان محمدؐ — ہے آپ خداوند ثنا خوان محمدؐ
پائیں گے گر حکم تو محشر میں فرشتے — آنکھوں سے بجا لائیں گے فرمان محمدؐ

جناب جگناتھ آنند فرماتے ہیں۔

مدح حُسنِ مصطفےٰؐ ہے ایک بحر بیکراں — اس کے ساحل تک کوئی شیریں زباں پہنچا نہیں

سردار شیر سنگھ شمیم چھوٹی بحر میں نعتیہ غزل یوں فرماتے ہیں ۔

رواں ہوں جانب کوئے محمدؐ — دکھا دے اے خدا روئے محمدؐ
ہیں عنبر بار گیسوئے محمدؐ — صبا لائی ہے خوشبوئے محمدؐ

کرشن بہاری نور لکھنوی کہتے ہیں۔

وہ نور خدا کا ٹکڑا تھا کس طرح بھلا ہوتا سایہ — مٹی سے بنایا جاتا ہے جس جسم کا سایہ ہوتا ہے
گلزار محمدؐ کیا کہنا، بازار مدینہ کیا کہنا — ایمان کے سکے چلتے ہیں فردوس کا سودا ہوتا ہے

پیارے لال رونق دہلوی کی نعتیہ غزل کا انداز دیکھئے

تو ہے محبوب، خدا چاہنے والا تیرا — مرتبہ سارے رسولوں سے ہے بالا تیرا
آہ کر ہجر محمدؐ میں سنبھل کر اے دل — عرش کے پار نکل جائے گا نالہ تیرا
گرمئی شوق مدینہ ہے تو ہاں بسم اللہ — جان بے تاب ہوا دیس نکالا تیرا

پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی فرماتے ہیں۔

ہوشوق نہ کیوں نعت رسول دوسرا کا — مضموں ہوعیاں دل میں جو لولاک لما کا
ہے حامیٔ و ممدوح مرا شافع عالم — کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روز جزا کا

پروفیسر تربھون ناتھ زاؔر دہلوی کے کلام میں تصوف، ویدانت، عرفانیت کا رنگ جھلکتا تھا، خالص غزلوں میں بھی ایک شعر حمد کا اور ایک نعت کا ہوتا تھا۔ اوائل عمری میں شمیمؔ تخلص کرتے تھے۔ تین گیتاؤں کے اردو ترجمے کئے۔ قرآن پاک کی آیات وتلمیحات، عربی اور فارسی کلام کے کلاسیکل حوالے آپ کا خاص مذاق سخن تھا۔

انا الحق جزوے لاینفک بنا ہے میرے ایقاں کا — یہی ہے قل ہو اللہ احد مستوں کے قرآں کا
الف الحمد کا قشقہ بنا ہے میرے ایماں کا — بنا ہمرشتہ زنار گلو، تارِ رگِ جاں کا
الم نشرح ہوا سرّ خفی ہذیان مستی میں — یہ خمیازہ ہوا اے زاؔر اپنے حال وجداں کا

جناب گوپی ناتھ امنؔ لکھنوی فرماتے ہیں۔

فراز عرش سے احمد سر فرش زمیں آئے — مبارک اہل دنیا رحمت اللعالمیں آئے
فرشتوں سے کہیں بڑھ کر ہے رتبہ ذات انساں کا — جو کردار محمدؐ دیکھ لو تم کو یقیں آئے
ثنا خوان پیمبر ذاکر آل پیمبر ہے — خدا ہی جانتا ہے بندہ مومن ہے کہ کافر ہے
عرب ہو، عجم ہو یا وادیاں گنگ وجمن کی ہوں — شب میلاد ذکر فضل احمد ہر زباں پر ہے

جناب کرسن لال ادیبؔ لکھنوی کے دو اشعار پیش خدمت ہیں۔

قلم کو جب شرف حاصل ہوا نعت پیمبر کا — بنا ہر لفظ اک تعویذ خوف روز محشر کا
کہا خورشید نے یہ میرا حق ہے کیوں زمیں پائے — لیا آغوش میں کرنوں نے سایہ جسم اطہر کا

جناب شادؔ حیدرآبادی فرماتے ہیں۔

روکیں گے نہ دربار میں جانے کیلئے شادؔ　پہچانتے ہیں سب مجھے دربان مدینہ

پنڈت ہری چند اخترؔ عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

کہہ دیا لا تقنطوا اختر کسی نے کان میں　اور دل کو سر بسر محو تمنا کردیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کردیا　اک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا

بالمکند عرش ملیسانی کی نعتیہ غزل کے دو اشعار ملاحظہ کیجئے۔

کہہ حال دل کا شاہ رسالت مآب سے　ہوبے نیاز ذکر عذاب وثواب سے
کہتی ہے خلق مجھ کو خراباتی بنی　اچھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے

کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

یہ سینہ اور یہ دل دوسرا معلوم ہوتا ہے　کوئی پردوں میں دل کے آچھپا معلوم ہوتا ہے

جناب آنند موہن گلزار زتشی دہلوی فرماتے ہیں۔

لا سے الا اللہ کی بڑھ کر صدا دیتا ہے کون　قل ہو اللہ احد ہم کو سنا دیتا ہے کون
میں نے گلزار ارم خاک مدینہ کو کیا　اس سے نسبت اور تعشق کی جزا دیتا ہے کون

☆☆

عشق رسول باعث رحمت ہوا قرار　جنت بنا ہوا ہے مدینہ رسول کا
مست مئے الست ہے گلزار دہلوی　بخشش کے واسطے ہے سہارا رسول کا

سردار کرنیل سنگھ پنچھی نگاہ کرم کے امیدوار ہیں۔

سمٹ ہی آئے گا عرش بریں پرواز میں اس کی　اگر پنچھی پہ بھی نگۂ کرم، سرکار ہوجائے
اگر دیکھی محمدؐ تو نبوت آپ کی دیکھی　کرم دیکھا، عمل دیکھا، مثالی زندگی دیکھی
یہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں لوٹا　اگر دیکھی تو بندے کی عقیدت میں کمی دیکھی

درشن سنگھ درشنؔ کے اشعار ہیں۔

روح انساں کو حقیقت سے ملانے والے　مرحبا نغمۂ توحید سنانے والے
یاد میں تیری کروں مجھ کو یہ توفیق تو بخش　وعدۂ روز ازل یاد دلانے والے

سیمابؔ سلطانپوری

خدا کا دل میں جہاں احترام روشن ہے وہاں رسولِ خدا کا بھی نام روشن ہے
لبوں پہ نعت محمدؐ کے جل اٹھے ہیں چراغ دل ونظر کی فضائے تمام روشن ہے

آزادغزل: اردو شاعری کی اس نئی ہیئت میں توازن کے ساتھ تسلسل کی زیریں لہریں ہوتی ہیں۔ روایتی حدود سے باہر نکل کر اس نے فکر کے اظہار کو وسعت بخشی۔آزادؔ گلاٹھی فرماتے ہیں۔

اپنے اندر آگہی کی روشنی پھوٹی تو میں قلب نورانی میں آخر کھو گیا

قصیدہ: بقول ڈاکٹر محمدؐ اسمٰعیل، آزاد قصیدہ عالمی نعت کا نقش اولین ہے میمون ابن قیس اعشیٰ نے نعت نبی قصیدے کی شکل میں لکھی۔ کعب بن زہیر اور حسان کے قصیدے بہت مشہور ہیں عربی میں زیادہ تر نعتیں قصیدے کی شکل میں کہی گئیں جبکہ فارسی میں نعتیہ قصیدے اور مثنوی کا زیادہ رواج تھا۔ اردو میں محمدؐ قلی قطب شاہ کے دیوان میں پہلے نعتیہ قصیدے ملتے ہیں۔ غیر مسلم شعراء نے بھی اس ہیئت کو اپنایا منورؔ لکھنوی ، پرکاش پرویزؔ ، پیارے لال رونقؔ، رتنؔ پنڈوری، کشن پرشاد شادؔ نے اس صنف میں طبع آزمائی کی مگر پورے لوازمات کے ساتھ قصیدے کم ہی نظر آتے ہیں۔

رباعی: غیر مسلم شعراء نے رباعیات بھی کہیں ہیں۔ چند مثالیں پیش ہیں۔

دلورام کوثریؔ

کیا پہنچا مسیحا جوفلک پر پہنچا مقصود کو اپنے نہ سکندر پہنچا
اللہ ، غنی کوثری اتنا چالاک گنگا سے جو پھسلا ب کوثر پہنچا

ستیہ پال اخترؔ رضوانی

از خاک عرب تابہ عجم مانتے ہیں ہاں صاحب الطاف وکرم مانتے ہیں
ہم دیر نشین بھی ہیں ترے مدح سرا رہبر جو تجھے اہل حرم مانتے ہیں

فراقؔ گورکھپوری

مولا کی نوازش نہاں کھلتی ہے عزت میری پیش قدسیاں کھلتی ہے
کہدو کہ ملک گوش بر آواز رہیں مداح پیمبر کی زباں کھلتی ہے

کالیداس گپتا رضاؔ

ہر طور سے اس راز کو کھولا ہم نے سو پلڑوں میں اک بات کو تولا ہم نے

جس گوشۂ دل کو بھی ٹٹولا ہم نے — تحریر وہیں پائیں محمدؐ کی صفات

قطعہ: اس ہیئت میں اشعار کی تعداد کی کوئی قید نہیں تسلسل ہونا ضروری ہے عموماً سخنور دو اشعار کا قطعہ کہتے ہیں۔

سرکشن پرشاد شادؔ:

کیونکر ہو نعت سرور عالیجناب کی — ذرے سے مدح کیا ہو بھلا آفتاب کی
بعد خدا ہے آپ کی ہی ذات مستطاب — وہ شان ہے ہمارے رسالت مآب کی

جناب کالیداس گپتا رضاؔ:

جو ہے اللہ کا بندہ وہ سب کا ہے ہمارا ہے — خدا کا جو نہیں ہوتا ہمارا ہو نہیں سکتا
خدا کی بارگہ میں بے پیمبر کب رسائی ہے — محمدؐ سے بڑا کوئی سہارا ہو نہیں سکتا

والد محترم امنؔ لکھنوی فرماتے ہیں:

میں کیا بتاؤں احمد مرسل نے کیا دیا — دار فنا میں جینے کا رستہ بتادیا
اے امنؔ ایک بات میں ہر بات آگئی — انسان کو حقیقتاً انسان بنادیا

جناب گلزارؔ دہلوی کا نعتیہ قطعہ ہے:

پرتوئے حسن ذات آئے تھے — پیکر التفات آئے تھے
کذب اور کفر کو مٹانے کو — سرور کائنات آئے تھے

نظم: اردو کی نعتیہ شاعری کے ابتدائی دور سے ہی نعتیہ نظمیں کہی گئی ہیں۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے دیوان میں گیارہ نعتیں موجود ہیں۔ اردو نظموں پر مغربی شاعری کے اثرات بھی نمایاں ہوئے۔منظوم تراجم کے علاوہ طبعزاد نظمیں بھی منظر پر آئیں۔ نئے ہیئتی تجربے بھی ہوئے ۔پابند نظموں کے علاوہ آزاد نظمیں، نثری نظمیں، تین سطری نظمیں بھی کہی گئیں۔ غیر مسلم شعراء نے زیادہ تر پابند نعتیہ نظمیں کہی ہیں۔ پروفیسر تلوک چند محرومؔ کی سیرت نبوی، پنڈت تربھون ناتھ زارؔ دہلوی کی نعت ' حقیقت لباس مجاز میں، امر چند قیس کی 'در ہائے عقیدت بہ در بار رحمت اللعالمین مشہور ہیں۔ اس سلسلے میں کئی اور نام بھی ہیں۔ شاد حیدر آبادیؔ ، رونقؔ دہلوی' رگھو نندن کشورؔ ،کشورؔ رامپوری پر بھودیال عاشقؔ لکھنوی، شیش چندر طالبؔ دہلوی ، راجیندر بہادر موجؔ فتح گڑھی ، چنڈی پرشاد شیداؔ

دہلوی ، کمالؔ کرتار پوری ، منور لکھنوی، شنکر لال ساقی، لچھمی نرائن سخا، سرداری لال نشترؔ میرٹھی گنیشی لال خستہؔ پنڈت ہر چند اختر وغیرہ۔

ترجیع بند: ترجیع بندہ کی ہر گرہ میں ایک ہی شعر کی تکرار ہوتی ہے۔ لکھنؤ کی شاعرہ رام پیاری کے ترجیع بند ہندو مسلم کو یکساں یہ میرا پیغام ہے، سے اقتباس پیش ہے۔

عورتوں پر ظلم کیا کیا کچھ نہ دنیا میں ہوئے　　ہاں مگر ان کو محمدؐ نے بچایا ظلم سے
کی حمایت عورتوں کی مرتے دم تک آپ نے　　تھی وصیت آخری ان کی اعانت کے لئے
عورتوں کو گھر کے کاموں میں مدد دیتے تھے آپ　　کام عورت سے جہاد و جنگ میں لیتے تھے آپ
آپ نے تعلیم لینا فرض عورت پر کیا　　عورتوں کے سر پہ یہ احساں رہے گا آپ کا
ہندو و مسلم کو یکساں یہ میرا پیغام ہے　　غور سے دونوں پڑھیں دانائی اس کا نام ہے

راجا مکھن لال مکھن کا ترجیع بند ہے ”نباشد غیر تو دیگر پناہم یارسول اللہ“

حمید واحمد ومحمود تم ہو یا رسول اللہ　　سعیدواسعدومسعود تم ہویا رسول اللہ
بہرآن و زمان موجود تم ہو یارسول اللہ　　دل وجاں کے مرے مقصود تم ہو یا رسول اللہ
نباشد غیر تو دیگر پناہم یا رسول اللہ
بکن لطف وکرم بر اشک و آہم یا رسول اللہ

ترکیب بند میں ایک غزل کے طور پر کچھ اشعار مع مطلع لکھ کر اس کے بعد ایک اور بیت مقفیٰ یعنی مطلع بطور گرہ لگایا جاتا ہے۔ دوسرے بند میں بند اول کا وزن قائم رکھا جاتا ہے اس کے بعد ایک اور بیت سے گرہ لگائی جاتی ہے۔ جتنے بھی بند لکھے جاتے ہیں ان کا وزن ایک ہوتا ہے لیکن بیت کا قافیہ مختلف ہوتا ہے دلو رام کوثریؔ ،عاشق لکھنوی ، رونق دہلوی، اندر جیت شرما، رام سروپ شیداؔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ وغیرہ کے اسمائے گرامی اس سلسلے میں مشہور ہیں۔

رونق :

تم وہ ہو حق نے بنایا جن کو شاہ انبیا　　تم وہ ہو بالا ہے سب نبیوں سے جن کا مرتبہ
تم وہ ہو جن کو شرف معراج کا حاصل ہوا　　تم وہ ہو عرش بریں ہے زینہ جن کے بام کا

نیر برج شرف بر آسمان معرفت
منکشف تم سے ہوا راز نہان معرفت

مسمط : (i) مثلث : ہر بند میں تین مصرعے پہلے تین کا ایک قافیہ ہو باقی میں دو مصرعے ہم قافیہ اور تیسرا مطلع کے بند کے قافیہ کا ہو کشن پرشاد شاؔد فرماتے ہیں۔

مکھ پر ڈالے میم کا پردہ موہ لیئو سارے بندرابن کو
مورا بطحا کا بسیا چھین لیئو من کو

(ii) مخمس: پانچ مصرعوں کے بند ہر بند کے چار مصاریع ہم قافیہ، پانچواں مصرع پہلے بند کے پانچویں مصرعے کا ہم قافیہ۔

پربھودیال دانشؔ

رحمت اللعالمیں دامان رحمت کا سوا زیب سرتاج شہی ، تاج شفاعت کے سوا
ہادیٔ خیر البشر ، راہ ہدایت کے سوا کس قدر اوصاف ہیں ان میں نبوت کے سوا
ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت کے سوا

یانبی المحترم ، یا خواجۂ ارض و سما یا رسول محتشم ، یا شافع روز جزا
ہادی کل امم ، یا مظہر نور خدا مرحبا اہلاً و سہلاً یا حبیب کبریا
السلام و السلام یا محمد مصطفیٰؐ

مسدس ، مرثیے میں یہ ہیئت بھی مقبول ہوئی بہت سے غیر مسلم نعت گو حضرات نے نعتیہ مسدس لکھے سحؔر ، رونق، کماؔل کوثرؔی، ادیبؔ لکھنوی، برج گوپی ناتھ بیکؔل امرتسری ،منی لال جوان سنڈیلوی نے اس ہیئت میں اچھی نعتیں کہی ہیں۔

کنور مہندر سنگھ بیدی سحؔر

مقدرات سے یہ اہتمام ہوجائے کہ میری روح کا یثرب مقام ہوجائے
جو کام عشق میں اپنا تمام ہوجائے حصول لذت کیف دوام ہوجائے
وصول ہو جو اجل سے پیام ہوجائے
زباں پہ جاری محمدؐ کا نام ہوجائے

ادیبؔ لکھنوی

آؤ ہم سب مل کے بیٹھیں پیار کی باتیں کریں — سرزمین یثرب و سرکار کی باتیں کریں
فخرآدم احمد مختار کی باتیں کریں — دوجہاں کے سرور و سردار کی باتیں کریں

پریم کی گنگا بہائی جس نے ریگستان میں
روح تازہ پھونک دی مٹتے ہوئے ایمان میں

جگنا تھ کمالؔ کرتار پوری:

سلام اے سرور عالم سلام اے مہرباں تجھ پر — سلام اے ہادیِ دیں اے رفیق بیکساں تجھپر
سلام اے فخر ہستی ، اے شفیع عاصیاں تجھ پر — سلام اے ظل اللہ اے نشان بے نشاں تجھ پر

کمالؔ بے نوا کو صدقے میں درد آشنا کردے
لگا کر آگ دل میں بے نیاز مدعا کردے

سلام:

اس کی ساخت وہیئت زیادہ تر غزل کی ہوتی ہے لیکن اس میں ممدوح کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ سلام غزل نہ بن جائے طرز تخاطب یا تشبیہ واستعارہ میں رنگ تغزل اس قسم کا نہ ہو جس طرح ایک مجازی محبوب کیلئے عاشقانہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اسی لئے سلام کہنا مشکل ہے۔

ادیبؔ لکھنوی

السلام اے رہبر دنیا و دیں — السلام اے رحمت اللعالمیں
السلام اے فخر آدم السلام — السلام اے نازش روح الامیں
تیرا نقش پا چراغ حق نما — ہر سخن تفسیر قرآن مبیں

رانا بھگوانداس:

السلام اے شمع انوار جہاں — السلام اے آئینہ دار کن فکاں
السلام اے سید کون و مکاں — السلام اے واقف سرنہاں
السلام اے شاہ خوباں السلام — نازش و رشک حسیناں السلام
روئے تو آئینہ اسرار حق — رازدار سر یزداں السلام

جگناتھ آزاد

سلام اے جلوۂ معنیٰ سلام اے نور یزدانی ‏ ‏ سلام اے وقت کی تقدیر کے ماتھے کی تابانی
سلام اے رحمت عالم، سلام اے سید والا ‏ ‏ سلام اے فخر آدم انبیاء کے طرۂ زیبا
سلام اے نازش و فخر وقارآدم فانی ‏ ‏ سلام اے بزم تاریک جہاں میں شمع نورانی

شہرآشوب کی ایک مثال پیش ہے۔

رام سروپ شیدا

جوروِ استبداد سے ہیں سب کے دل زخمی یہاں ‏ ‏ چل رہی ہیں ہر طرف ظلم وستم کی آندھیاں
خون پانی ہوکے ہے اب اپنی رگ رگ میں رواں ‏ ‏ وقت ہے امداد کا یہ اے بنیٔ انس وجاں
عرش اعظم سے ہے تیرے واسطے اترا سلام

مضطرب خلق خدا ہے وقت ہے یہ جلد آ ‏ ‏ ہر طرف افلاس سے اک شورمحشر ہے بپا
بھائی بھائی لڑرہے ہیں ہوگئے وقف بلا ‏ ‏ نالہ ہائے دل سے اپنے گونج اٹھی ہے فضا
اب خدا کے واسطے لے لیجئے میرا سلام

گیت ٹھمری دادرا: نعت کی ہیئت پر جو مقامی اثرات ہوئے اس نے اس صنف کو عوام میں مقبول بنایا۔ اس پر قوالی کا بھی اثر ہے اور کچھ نعتوں کی بندشوں میں کلاسیکی موسیقی کے راگوں کی جھلک ہے۔ ان بندشوں کو لکھنے والوں کے نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وثوق سے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ غیرمسلم حضرات کا کلام ہے۔

راگ کھماج (قوالی)

جگ جیوتی سوامی اوتاری ترے روپ کے واری سیدنا ‏ ‏ منموہن، گردھر، گردھاری ترے روپ کے واری سیدنا

راگ مانڈ وارو ڈی:

مہارا بطحا باسی لاڈلا تھاری باٹا نہاروں چھوں ‏ ‏ مہارے آنگن آؤ صاحبا تھاری باٹا نہاروں چھوں

دادرا:

کوئی ایسی چاتر سکھی نہ ملی مجھے پی کے دوارے بٹھادیتی

میں نے راہ مدینہ بھی دیکھی نہیں مجھے بنہیاں ں پکڑ کے بتادیتی

ٹھمری:

تم ہی محمدؐ پارلگیا، بنی جی پارلگیا
گہری ندیا، اگم بھی دھارا اور گھاٹ گھاٹ
بنی جی پارلگیا

بابا بھاگو داس:

کانپت ہے تب سے جیا ہمروکونے جتن لاگب پار کیسے کرب آئے لیجاؤں ہار
بھاگو سونچ مت کیجو ہیں محمدؐ سب کو بناہن ہار کیسے کرب آئے لیجاؤں ہار

بابا چھیٹو داس:

نام محمدؐ آس بڑی اب تیرے نام کی ٹیک پڑی ہے
چھیٹوو داس کی ارج یہی اب پار کرومری ناؤ اڑی ہے

مہاراجہ کشن پرشاد شآد حیدر آبادی:

من ابھیلا کھ بڑھایو دیاّ
تمہرے آئی ہوں در جوا پہ سیاں آج بھکارن ہو
منساموری یہ ہے کہ تمہری چوکھٹ مورا مسکن ہو

من ابھیلا کھ

جب حشر کے تم جائیو دربارمیں اپنے مولیٰ کے
شاد کی منشاء یہ ہے ساجن ہاتھ میں تمہرا دامن ہو

من ابھیلا کھ

ہائیکو جاپانی شاعری کی صنف ہے۔ یہ ہیئت اردو شاعری میں مثلث سے ملتی جلتی ہے لیکن اوزان اور بحر میں فرق ہے۔ عاشقین سرکار دو عالم نے اس میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ یہ صنف ماہیا کے بہت قریب ہے۔ ماہیا کے چار اوزان ہوتے ہیں۔

}	فعلن فعلن فعلن	}	فعلن فعلن فعلن
۱	فعلن فعلن فع	۲	فعلن فعلن فعلن
	فعلن فعلن فعلن		فعلن فعلن فعلن
}	مفعولین مفاعلین	}	مفعول مفاعلین
۳	فعل مفاعلین	۴	مفعول مفاعلین
	مفعول مفاعلین		مفعول مفاعلین

نعت گوشعرانے ماہیا میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ حیدر قریشی اور مناظر عاشق ہرگانوی اس تحریک میں پیش پیش تھے۔ مناظر عاشق ہرگانوی نے ماہیا نعتیہ مشاعرے بھی کرائے۔ اردو کا پہلا نعتیہ ماہیا مشاعرہ محی الدین غنی کی صدارت میں ہوا جس میں پروفیسر طلحہ رضوی برق مہمان خصوصی تھے۔ غیر مسلم شعرانے ان ہیئتوں میں نعتیں کہی ہیں لیکن ماہیا اور ہائیکو میں فرق کرنا مشکل ہے۔

کرشن کمار نیازؔ: ہاں شان محمدؐ پر
جان و دل قربان
فیضیان ِ محمدؐ پر

ابھے شاستری کیا شان مدینہ ہے
اے میری شادابی
یہ عکس مدینہ ہے

ہمت رائے شرما شاہ عرب جیسا
کوئی قابل غور نہیں
واللہ کوئی اور نہیں

غرضیکہ اردو شاعری میں نعتیں مختلف ساختوں اور ہیئتوں میں کہی گئیں ہیں۔ کچھ کا تذکرہ مندرجہ بالا سطور میں ہو چکا ہے کچھ باقی ہیں جیسے چودہ مصرعوں کی نظم سانیٹ جس کے تین بند ہوتے ہیں جن میں پہلا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرا اور تیسرا مصرعہ ہم قافیہ ہوتے ہیں جبکہ ۱۳ویں اور چودھویں مصرعوں کا قافیہ الگ ہوتا ہے۔ سانیٹ، ترائیلے، واکا، دوہے لوری، تروین، کہہ مکرنیاں۔ چوبولے، کجری وغیرہ میں بھی طبع آزمائیاں کی گئی ہیں۔

(iii) موضوعات نعت : نعت گوئی کا میدان بہت وسیع ہے کیونکہ ممدوح کے فضائل لاحدود اور بے حساب ہیں جن کے آگے قوت پرواز تخیل بھی پر بستہ ہوجاتی ہے۔ کوئی سخنور کسی بھی موضوع پر کتنی ہی طبع آزمائی کیوں نہ کرے لیکن تکمیل کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ ایک ایسا ممدوح

جس کی شخصیت فرش سے عرش تک ہو اس کی مدح اور اوصاف بیان کرنے کے لئے علم وبصیرت، صدق واخلاص، محبت رسول، شاعرانہ صلاحیت کے ساتھ ساتھ اسلامی وتاریخی معلومات بھی ضروری ہے۔ آنحضرتؐ کی ہستی مبارک میں ظاہری اور باطنی دونوں ہی حسن وجمال موجود تھے آپ کا کمال خلق لوگوں کے دلوں کو جیت لیتا تھا۔ اسی لئے لغت کا میدان بہت کشادہ و وسیع ہے اور موضوعات اتنے متنوع کہ انہیں ایک مختصر مقالے میں سمیٹ پانا میرے لئے ممکن نہیں پھر بھی جب دل ہی کاوش کا تقاضہ کرے تو قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے اس لئے کچھ ہی موضوعات کا انتخاب کیا گیا ہے۔

غیر مسلم شعراء میں جو موضوعات مقبول ہوئے وہ ہیں مدح وسیرت، حسن وجمال، شمائل وخصائل اوصاف وفضائل، معجزات (خاص طور سے شق القمر اور معراج) ارشادات وتعلیمات نبوی یہ فہرست بہت طویل ہوسکتی ہے لیکن وقت اور مقالے کی حدود یا تعیناتی مجبوریاں طوالت کے مانع ہیں۔ ان موضوعات پر مختصراً کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

ولادت۔ اس موضوع پر غیر مسلم شعرا نے آنحضرتؐ کی ولادت سے قبل عرب کی حالت بنی نوع انسان کی گمرہی عالم کی پریشانی اور ولادت کے بعد عرش وفرش پر انوار رحمت اور خوشیوں کا ماحول وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے مثلاً ادیبؔ لکھنوی فرماتے ہیں۔

تھی رسول پاک سے پہلے جہالت ہر طرف — تھا عرب کی سرزمین پر دور ظلمت ہر طرف
بھائی بھائی میں بھی تھی رسم عداوت ہر طرف — معجزہ کس کا تھا جو پھیلی اخوت ہر طرف

آئی بت خانوں سے بھی اللہ اکبر کی صدا
حمد خالق کی صدا، نعت پیمبر کی صدا

جناب جگناتھ کمالؔ کرتارپوری ولادت رسول پاک کا ذکر فرماتے ہوئے زمین وآسمان کی رونق یوں بیان کرتے ہیں۔

ربیع الاول آتے ہی جہاں میں تازگی آئی — گلستان تمنا میں بہار سرمدی آئی
اسی کی بارہویں شب بھی بشان دلبری آئی — ندا یہ غیب سے آئی کہ روح زندگی آئی

مجسم ہوکے نور سرمدی آیا بشر ہوکر
جناب آمنہ کی گود میں آیا پسر ہوکر

مبارکباد دینے کے لئے روح الامین آئے　　مبارک ہو کہ بزم دہر میں خلوت نشین آئے
امین جنس وحدت آئے ختم المرسلین آئے　　محمدؐ مصطفیٰؐ ، محبوب رب العالمین آئے
وہ استاد ادب عالی نسب ، ماہ عرب آیا
وہ مقصود طلب ، کل کا سبب ، امی لقب آیا
عرشی تھے نور ذات کو تاباں کئے ہوئے　　قدسی تھے شمع دل کو فروزاں کئے ہوئے
فرشی تھے دل کے باغ نمایاں کئے ہوئے　　ساری خلا ملا تھی چراغاں کئے ہوئے
لطف خلش دبا کے دل بیقرار میں
عالم سنور کے بیٹھ گیا انتظار میں

حسن وجمال: یہ موضوع ایسا ہے جس میں سخنوروں کو جو لانئ طبع دکھانے کا بھرپور موقع ملتا ہے۔ تذکرۂ حسن وجمال تو ویسے بھی شاعروں کا پسندیدہ موضوع رہا ہے اور آنحضرتؐ تو حسن ازل کے پیکر تھے جن کے جمال کے متعلق صوفیائے کرام نے شمس الضحیٰ اور بدر الدجیٰ کی لفظی تراکیب استعمال کی ہیں جن کے گیسوؤں اور زلفوں کو 'اللیل' کی تفسیر کہا گیا ہے ۔ درگا سہائے سرور جہان آبادی بیانؔ ویزدانیؔ میرٹھی کی لغت پر تضمین کرتے ہوئے دو عالم کے حسینیوں سے نرالے آقا کو یوں بلاتے ہیں۔

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتہ　　کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے چہرے کی ضیا　　کون ہے ماہ عرب، کون ہے محبوب خدا
اے دو عالم کے حسینیوں سے نرالے آجا

پربھودیال مصرا عاشق لکھنوی:

عارض روشن کی شوخی سے ہوا خورشید مات　　مصحف رخ دیکھ کر چھپتا پھرا مہتاب رات
الامیں تھی کون کعبہ میں بجز حضرتؐ کی ذات　　ظاہر وباطن کے جلووں سے ہوئی ظاہر یہ بات
حسن سیرت بھی تھا ان میں حسن صورت کے سوا

عرش ملیسانی:

رخ مصطفیٰؐ کا جمال اللہ اللہ　　زباں کا وہ حسن مقال اللہ اللہ

نگاہوں پہ جادو، دلوں پر تسلط جمال اللہ اللہ جلال اللہ اللہ

امر چند قیس جالندھری:

آنکھ میں تیری مستتر شان جلال عزوجل رخ پہ تیرے ضیا فگن نور جمال لم یزل

فرق پہ تیرے جلوہ ریز افسریٔ ختم رسل قلب میں تیرے موجزن بحر فضیلت عمل

صل علی محمدؐ صل علی محمدؐ

شیو بہادر سنگھ دلبرؔ

میرے نبی کا روشن چہرہ اور مثالی آنکھیں ہیں "لوح جبیں" ہے مصحف قرآں نور میں ڈھلی آنکھیں ہیں

سردار شیر سنگھ شمیم

ہیں عنبر بار گیسوئے محمدؐ صبا لائی ہے خوشبوئے محمدؐ

اروڑہ رائے اروڑہ

تاتار و مشک و نافہ و عنبر کروں نثار حضرتؐ کی ایک زلف معنبر کے سامنے

چھنولال نافذ دہلویؔ

مشک وعنبر کو میسر نہ وہ پھولوں کو نصیب آپ کی زلفوں سے بہتر کوئی خوشبو بھی ہے

ہوئی ہے شان میں واللیل نازل یہ ہے وصف آپ کی زلف دوتا کا

آنحضرتؐ کے بے سایہ ہونے کے متعلق جناب ادیبؔ لکھنوی فرماتے ہیں۔

کہا خورشید نے یہ میرا حق ہے کیوں زمیں پائے لیا آغوش میں کرنوں نے سایہ جسم اطہر کا

مہادیو پرشاد سامی:

عرش بریں پہ آج درخشاں وہ نور ہے جس سے فروغ شمع سرکوہ طور ہے

ہاں کیوں نہ ہو یہ نور ہے اس شاہ کا کہ جو محبوب حق ہے شافع یوم نشور ہے

نبی پاک کے بے سایہ ہونے کے متعلق کماری روپ کنوار توجیہہ پیش کرتی ہیں۔

جاسکا نور الٰہی سے نہ ہٹ کر سایہ رہ گیا جسم منور سے لپٹ کر سایہ

نور کا سایہ کہاں ہوتا ہے۔

یعنی خورشید رسالت ہیں شہنشاہ زماں جب ہیں خورشید تو خورشید کا سایہ ہے کہاں

قول قرآں کا یہ ہے ظل الٰہی ہیں حضورؐ اب تو ثابت ہوا یہ نور کا سایہ بھی ہے نور

سیرت نبوی: سیرت نبوی تمام عالم کے لئے شمع ہدایت ہے آپ کی سیرت سے غیر مسلم شعراء بھی متاثر ہوئے ہیں۔ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر اشعار کہے گئے ہیں۔ پروفیسر تلوک چند محرومؔ نے آنحضرت ﷺ سے متعلق ایک واقعہ اپنی نظم سیرت نبوی ، میں منظوم کیا ہے۔ ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور روئے مبارک پر حزن وملال کے آثار نمودار ہوئے۔ صحابہ کرام نے کہا ' یہ تو مسلمان نہیں ہے پھر تعظیم جنازہ کیوں اور غم کس لئے ؟ رسول پاک نے کہا ''وہ بھی تو ایک بندۂ خدا تھا'' اسی طرح بابو شمبھو دیال دانشؔ کی نظم اخلاق محمدیؐ میں آنحضرت ﷺ کی ہمت اور استقلال کا ذکر ہے۔ آنحضرتؐ گھر سے باہر کہیں محو خواب تھے۔ ایک شخص نے جو آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا آپ کو نیند سے بیدار کر کے اور تلوار اٹھا کر پوچھا ' اب تیرا حامی کون ہے بتا'' رسول اکرم نے فرمایا'' میرا حامی ہے رب اللعالمین'' آپ کی ہمت واستقلال کو دیکھ کر وہ شخص شمشیر پھینک کر آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

اوصاف وفضائل۔ اس موضوع پر بھی سخنوروں نے مدح سرائی کی ہے شاد حیدر آبادی فرماتے ہیں۔

سرِ دفتر کون ومکاں، شاہنشۂ دنیا ودیں — حمد محمد مصطفٰیؐ محبوب رب اللعالمین
ہیں سالک راہ صفا، ہیں مالک و ملک خدا — ان کے لئے سب کچھ ہوا خورشید مہ، چرخ بریں
شمس الضحیٰ ، بدر الدجیٰ ، خیر الوریٰ، نور الہدیٰ — شان خدا ، فضل اللہ، شاہنشۂ کرسی نشین
ختم رسل ہادیٔ کل، ہیں باعث ہر جزو کل — سلطان دیں، شمس الیقیں ، ہیں رحمت اللعالمین

چنڈی پرشاد نگم شیداؔ دہلوی:

رفیق بھی ہے خلیق بھی ہے شفیق ،رمز طریق بھی ہے — وہ ایک بحر عمیق بھی ہے بشر فرشتہ جناب بھی ہے
شفیع بھی ہے رفیع بھی ہے سمیع بھی ہے خبیر بھی وہ — بصیر بھی ہے نصیر بھی ہے مگر وہ امی خطاب بھی ہے

امر چند قیسؔ جالندھری:

وہ حسن سیرت کا ہے مرقع ، جمال حق ہے جمال اسکا — وہ پیکر فطرت معلیٰ شبیہ خلق عظیم بھی ہے
وہ معنی حسنِ آفرینش ، نظر نواز ہر اہل بینش — حبیب رب جلیل بھی ہے جمیل بھی ہے سلیم بھی ہے
وہ علم عرفاں کا ہے مدینہ خزینۂ راز اس کا سینہ — وہ پیکر نور سرمدی ہے وہ حسنِ خلق عظیم بھی ہے

جناب موسیٰ کلیم تھے میں بھی مانتا ہوں کلیم انکو — مرے پیمبر کا ہے یہ رتبہ جلیل بھی ہے کلیم بھی ہے

تلمیحات : نعت گو حضرات نے تلمیحات کو بھی نظم کیا ہے۔ کہیں کلیم وطور کا قصہ ہے تو کہیں کنکریوں کے بولنے کا ذکر ہے۔ رام داس مصرا قابلؔ لاہوری کی ۱۵۲ اشعار پر مشتمل نظم میں کئی احادیث ، قرآنی تلمیحات ومعجزات رقم کئے گئے ہیں۔ کمال کرتار پوری ولادت رسول کے متعلق نعتیہ مسدس میں فرماتے ہیں۔

غریبوں کے نہال آرزوئے دل پہ پھل آئے — گرے مینار کسریٰ کفروبدعت میں خلل آئے
بجھا آتش کدہ جب مظہر نور ازل آئے — زمیں چومی بتوں نے سجدے میں لات وہبل آئے
امین آمنہ سے بزم ہستی جگمگا اٹھی
زمانے بھر میں امیدوں کی کھیتی لہلہا اٹھی

مدینہ: دیار حبیب یعنی مدینہ اور سبز گنبد کے مکیں کا تذکرہ تقریباً ہر نعت میں ملتا ہے۔ نعت کہنے والوں نے وہاں جانے کی تمنا کا اظہار کیا ہے۔ سردار کرنیل سنگھ پنچھی کی عقیدت ملاحظہ کیجئے۔

عقیدت کہہ رہی ہے آج اس کی چوم لوں آنکھیں — کہ جس نے گنبد خضرا پہ چھائی چاندنی دیکھی
نہ ہو مایوس پنچھی ایک زیارت یوں بھی ہوتی ہے — اسی کو دیکھ لے جس نے مدینے کی گلی دیکھی

کچھمی نرائن سخا فرماتے ہیں۔

ادب سیکھو، کرو ہر ہر قدم پر شوق کے سجدے — حرم والوں مدینے کا سفر یوں ہوتو بہتر ہے

ہری چند اختر کی نعت سبز گنبد سے ایک شعر پیش ہے۔

سبز گنبد کے اشارے کھینچ لائے ہیں ہمیں — لیجئے دربار میں حاضر ہیں اے سرکار

شاؔد حیدر آبادی کہتے ہیں:

مدینے کو چلو دربار دیکھو — رسول اللہ کی سرکار دیکھو
نظر آتی ہے واں شان خدائی — درودیوار کے انوار دیکھو

روشن لال نعیمؔ کا شعر ہے۔

اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک — کافی ہے مجھے گوشۂ گلزار مدینہ

سالگ رام سالک:

سرمہ کی طرح آنکھوں میں سالک میں لگاؤں — ہاتھ آئے جو خاک درمولائے مدینہ

وشنو کمار شوقؔ لکھنوی کا ارمان ملاحظہ کیجئے۔

لڑاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرہ مدینے کا　　رسول اللہ سے اتنا بڑھا رتبہ مدینے کا
جو محبوب خدا ہے کیف اس کا کارفرما ہے　　انوکھا کیوں نہ ہو عالم سے میخانہ مدینے کا
جہاں کا گوشہ گوشہ نور حق سے ہوگیا روشن　　دکھاتا ہے کچھ ایسے جلوے آئینہ مدینے کا
بس اب تو شوق دل میں اک یہی ارمان باقی ہے　　کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا

معجزات: نعت کہنے والوں نے ممدوح کی فوقیت اور برتری پیش کرنے کے لئے معجزات نبیؐ پاک کو بھی رقم کیا ہے ۔ کچھ واقعات بھی نظم کئے گئے ہیں مثلاً ۸/فروری ۱۹۲۷ء کو جبلپور میں ایک درخشندہ ستارے کے ٹوٹنے سے لوگوں کو فلک پر آنحضرتؐ کا اسم مبارک محمدؐ لکھا نظر آیا۔ اس واقعہ پر جبلپور میں ایک نعتیہ مشاعرہ ہوا جس میں حاصل بزم مہادیو پرشادؔ سامی تلمیذ جناب مضطر خیر آبادی کی نظم تھی ۔ مٹھی میں کنکریوں کے صدا دینے کے واقعے کو امر چند قیس جالندھری یوں نظم کرتے ہیں ۔

مردے زندہ ہوگئے تھے عیسوی اعجاز سے　　بول اٹھے مٹھی میں پتھر آپ کی آواز سے
طور پر موسیٰ ہوئے تھے غش کسی کے ناز سے　　آپ کو خلوت میں بلوا کر عجب انداز سے
حق نے ہر راز حقیقت آشکارا کردیا

شق القمر کے متعلق شنکر لال ساقیؔ سہارنپوری یوں نغمہ خواں ہیں۔

معجزہ شق القمر کا دیکھ کر کہتے ہیں سب　　بالیقیں دانائے اسرار نہاں یہ ہی تو ہیں

دلو رام کوثریؔ فرماتے ہیں:

پیمبر کی انگلی کا ہے وہ نشان　　رخ مہ پہ سمجھا جسے خال ہے

یا

انگلی کے اک اشارے سے شق القمر کیا　　کتنا ہے اختیار فلک پر رسول کا

واقعہ معراج پر بھی خوب خوب اشعار کہے گئے ہیں کیونکہ اس واقعہ سے سخنوروں کے پرواز تصور کو زمین سے آسمان تک کی وسعت مل گئی۔ منظر نگاری کے لئے فرش سے عرش تک کے جلوے،اللہ سے اس کے حبیب کی ملاقات ، قاب قوسین کا نظارہ۔ حور وغلمان ، قدسی وملائک ، مہ ونجوم

سخنوروں کے لئے کیا کیا کچھ ہے جو ان کے اشعار کو زینت بخشتا ہے۔ اردو کے پہلے غیر مسلم نعت گو کچھمی نرائن شفیق نے ۱۰۶ ابیات پر مشتمل معراج نامہ منظوم کیا ہے۔شنکر لال ساقی سہارنپوری نے چاندنی کی ردیف میں شب معراج میں جمال محمدیؐ کی جلوہ گری کو یوں نظم کیا ہے۔

تھی شب معراج میں سارے فلک پر چاندنی — نور محبوب خدا سے تھی منور چاندنی
ساقیا جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا براق — بن گئے قندیل تارے فرش چادر چاندنی
کیا کہوں جلوہ تھا کیا صلی علیٰ صلی علیٰ — رہ گئی تھی دیکھ کر حیران ششدر چاندنی
فلک پر دھوم ہے شاہ دو عالم آنے والا ہے — مدینے کی زمین سے عرش اعظم تک اجالا ہے
ہجوم انجم سے ہے صورت آرائش محفل — ہر اک جا چاندنی کے فرش کا نقشہ نرالا ہے
کھڑے ہیں صف بہ صف قدسی ادب سے اپنے موقع پر — بہم مل جل کے تخت عرش کاندھے پر سنبھالا ہے

بھگوان داس بھگوانؔ یوں منظر کشی کرتے ہیں۔

عرش حق کی طرف جب چلے مصطفیؐ — جلوہ آرا تھا ہر سمت نور خدا
کہکشاں سے بنا اک نیا راستہ — فرش خاکی سے تا سدرۃ المنتہیٰ
احتراماً تھے ایستادہ جن و ملک — نغمہ گر حور و غلماں تھے صل علیٰ

رائچور دکن کے وکیل راگھو راؤ جذب کا انداز بیاں ملاحظہ کیجئے۔

معراج میں سب چیزیں انہیں دیکھ رہی تھیں — پر حق کے سوا تھا نہ وہاں روئے محمدؐ

چنڈی پرشاد شیداؔ فرماتے ہیں

وہ قاب قوسین کا نظارہ حبیب کہہ کر جسے پکارا — احد کا احمد سے اشارہ سوال بھی ہے جواب بھی ہے

راجندر بہادر موجؔ شب معراج کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

نور ہی نور ہے تا عرش بریں آج کی رات — راستہ تکتے ہیں جبریل امیں آج کی رات
ہیں وہی پھول وہی روز کے ماہ وانجم — جانے کیوں لگتی ہے ہر چیز حسین آج کی رات
جلوہ افروز ہے وہ نور یقیں نور تمام — عرش اور فرش میں کچھ فرق نہیں آج کی رات
مذہب وقوم سے محدود نہیں فیض رسول — جھک گئی سارے زمانے کی جبیں آج کی رات

تعلیمات وارشادات نبوی کے حوالے تو غیر مسلم شعراء کی نعتوں میں ملتے ہیں لیکن ان پر تفصیل سے کم ہی لکھا گیا ہے۔ پھر بھی کچھ اشعار پیش ہیں ۔شیو چرن داس بنگھالوی اپنی نظم پیغام

عرفان میں فرماتے ہیں ۔

دلاویز ہے قابل داد ہے　　محمدؐ کا کیا خوب ارشاد ہے
خلاصہ ہے قرآں کے فرمان کا　　کہ لالچ نہ کر مال کا جان کا
غریبوں کی خدمت ہو تیرا شعار　　اسی میں ہے مستور راز وقار
درندوں کی عادات سے باز آ　　بدی سے ، برائی سے ، خود کو بچا

رام پیاری صاحبہ اپنے نعتیہ ترجیع بند میں آنحضرتؐ کے عورتوں کے متعلق ارشادات اور انسانوں میں باہمی الفت کے لئے آنحضرت کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کا مشورہ دیتی ہیں مہاراجہ کشن پرشاد شاد فرماتے ہیں۔

تاکید اخوت کی تھی ہر فرد بشرکو　　تا ہونے نہ پائے کبھی آپس میں لڑائی

جناب مہر لال سونی ضیاؔ فتح آبادی نے تعلیم اسلام کے عنوان سے جو نظم لکھی اس میں ارشادات وتعلیمات نبوی کی جھلک ہے۔

پیام ملت و دیں و کل جہاں کو پہنچاؤ　　مثال ابر بہاراں فضا پہ چھا جاؤ
گداوشاہ میں کچھ امتیاز تم نہ کرو　　کسی غلام سے بھی احتراز تم نہ کرو
نجات مذہب وملت کے اتحاد میں ہے　　نوید عشرت باقی خدا کی یاد میں ہے
ستم کا نام مٹادو جہان ہستی سے　　کرودلوں کو مسخر سرورمستی سے
جیو تو ذوق عبادت کی مستیاں لے کر　　مرو تو خون شہادت کی سرخیاں لے کر

رسول پاک کی شخصیت اتنی بلندوسیع ومتنوع ہے اس میں اتنی جہتیں اور پہلو ہیں کہ یہ خزانہ کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔سخنوروں کوموضوعات ملتے ہی رہیں گے۔

نعت گوئی کے ارتقا میں غیر مسلموں کا حصہ:

طریق عبودیت کی بنا پر حدبندیاں قائم کرنا دانشمندی نہیں ہے تاہم اردو اور ہندوستان کو یہ اہمیت وفضیلت ضرور حاصل ہے کہ یہاں کے غیر مسلم شعراء نے نعت کے میدان میں خوب خوب طبع آزمائی کی ہے جس کا مقابلہ تعداد شعرا اور کلام کے اعتبار سے دنیا کے دوسرے ممالک کے غیر مسلم نعت گونہیں کرسکتے۔ڈاکٹر ریاض مجید کی رائے ہے۔''یہ فخر برصغیر کے غیر مسلم شاعروں کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے نعت میں نمایاں طور پر اضافہ کیا ہے۔ جناب عبد المتین عارف فرماتے ہیں غیر مسلم

شعراء نے اردو شاعری کے ہر دور اور ہر موڑ پر جو کچھ کیا ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۔ ڈاکٹر سید شمیم گوہر کے الفاظ میں ' نعت کے ہند وشعرائے متقدمین کی تعداد بے شمار ہے جن میں چند نعت گو شعراء کی فکری اور شعری حیثیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ کا خیال ہے اردو کے غیر مسلم شعراء میں خصوصیت کے ساتھ ہر دور میں چند نعت گو شعراء نظر آتے ہیں جنہوں نے کچھ تو رسم شاعری کے طور پر اور کچھ نے گہری عقیدت کے ساتھ نعتیں لکھی ہیں۔ ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی فرماتے ہیں۔'' اردو نعت کے سرمایہ میں توسیع کا اعزاز ان شعرا کو بھی حاصل ہوا جنہیں معروف ایمانی مفہوم کے ساتھ وابستگان رسول میں کبھی شمار نہیں کیا گیا۔ سچ بات تو یہ ہے کہ ان شعراء نے نبیؐ رحمت سے اپنی والہانہ وابستگی اور پر خلوص عقیدت کو ایسے اشعار میں پرو دیا ہے کہ ان کی نعتوں پر امت محمدیؐ سے وابستہ افراد بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔

کچھ تنگ نظر حضرات نے غیر مسلم شعرا کی نعت گوئی'' پر اعتراض کیا لیکن میں تو یہ عرض کروں گا کہ غیر مسلم سخنوروں کی حوصلہ افزائی کرنا تو سنت نبوی ہے۔ نعت گوئی پر ایمان کی بندش تو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی نہیں لگائی گئی۔ مشہور شاعر میمون ابن قیس اعشیٰ نے نعتیہ قصیدہ کہا۔ حضرت کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد کہا جس پر آنحضرت نے چادر عطا فرمائی اور اکیاون ویں شعر پر اصلاح فرمائی ۔ غیر مسلم شعراء کو بھی لازم ہے کہ وہ تعلیمات قرآن ، ارشادات نبوی کا خیال رکھیں اور جو حقائق اور تلمیحات لکھیں وہ صحیح ہونے چاہئیں۔ راقم الحروف تو ہر اس شاعر کی کاوش کو مستحسن مانتا ہے جو اپنے کلام سے مختلف فرقوں کو قریب لانے کی کوشش کر رہا ہے۔

جناب ناوک حمزہ پوری اپنے مضمون نعتیہ شاعری کے آداب میں اس معاملے میں اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں'' جہاں تک اردو کا سوال ہے اس کی ابتداء اور ارتقا میں مسلمانوں کے دوش بدوش غیر مسلم شعراء کا بھی بڑا ہاتھ ہے چونکہ دوسری تمام اصناف سخن کے ساتھ اردو شاعری کی ایک اہم صنف نعت بھی ہے اسی لئے غیر مسلم شعراء نے اس میں خوب خوب طبع آزمائی کی ہے اور ہنوز کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی حد تک نعت کو ایمان کے ساتھ جوڑ کر دیکھنا مناسب نہ ہوگا۔

عظیم ہستیاں تو تمام عالم اور بنی نوع انسان کے لئے رحمت ہوتی ہیں جس سے سبھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ ان کے کرم وفیض کو ایک خطہ یا ملت تک محدود نہیں کیا جاسکتا۔ کیا سورج کی روشنی کو کسی خاص فرقے یا خطے تک محدود کیا جاسکتا ہے؟ ایسی ہستیاں اپنی سیرت اور آفاقی پیغام کے

ذریعے سب سے خراج تحسین وعقیدت حاصل کرلیتی ہیں۔ میرے والد محترم جناب امن لکھنوی نے پاکستان میں حسین ڈے پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔

حسین ابن علی کو سلام کرتا ہوں — کہ اس سے کسب فیوض دوام کرتا ہوں
نہیں ہے مصلحت آمیز اعتقاد مرا — پئے طہارت دل اہتمام کرتا ہوں

جو امن صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق فرمایا وہی کم وبیش غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی کی بنیاد ہے۔ یعنی عقیدت سے طہارت قلب وذہن اور روح کو بیدار ومنور کرنا۔ امن صاحب آنحضرتؐ کو فقط مسلمانوں کی ہی متاع نہیں مانتے۔

شفیع امم رحمت عالمیں ہے — فقط وہ متاع مسلمان نہیں ہے

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر فرماتے ہیں۔

ہم کسی دین کے ہوں صاحب کردار تو ہیں — ہم ثنا خوان شۂ حیدر کرار تو ہیں
نام لیوا ہیں محمدؐ کے پرستار تو ہیں — یعنی مجبور پئے احمد مختار تو ہیں

عشق ہوجائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں

دلو رام کوثری کہتے ہیں۔

کچھ عشق پیمبر ہی نہیں شرط مسلماں — ہے کوثری ہندو بھی طلبگار محمدؐ

فراق گورکھپوری آنحضرتؐ کو امت اسلام تک محدود کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔

انوار بے شمار ہیں معدود نہیں — رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام — وہ امت اسلام میں محدود نہیں

جناب چندر پرکاش جوہری نعت گوئی کے لئے تخصیص مذہب وملت کے حق میں نہیں ہیں۔

میں کافر ہو کے بھی ایمان رکھتا ہوں محمدؐ پر — کوئی انداز تو دیکھے مری کافرادائی کا
نہیں ذکر محمدؐ کے لئے تخصیص مذہب کی — یہ کس نے کہدیا آخر کہ مسلم کی زباں تک ہے

☆☆

تخصیص کوئی مذہب وملت کی نہیں ہے — اس رحمت عالم کی دعا سب کے لئے ہے

شیو بہادر سنگھ دلبر فرماتے ہیں:

میں ہندو ہوں مجھے بھی رحمت عالم سے نسبت سے　　　بلا تفریق وہ سب کے لئے ہیں رحمت عالم

وسیع القلبی اور بلند نظری تو ہندوستان کی روایت رہی ہے۔ نعت گوئی بھی ہمارے شعرو ادب کا وہ زرین سرمایہ ہے جس کے رشتے ہماری تہذیب وتاریخ سے جڑے ہیں۔

اُردو نعتیہ شاعری کے ادوار میں غیر مسلم نعت گو: قدیم دور سے ۱۸۲۰ء تک اردو شاعری کئی ادوار سے گذر چکی ہے۔ اس کی ابتدا کے متعلق بھی اختلاف رائے ہے۔ بقول ڈاکٹر محمدؐ اسمٰعیل آزاد فتح پوری اردو کی نعتیہ شاعری کا آغاز ملا داؤد ساکن ڈلمؤ ضلع رائے بریلی کی تصنیف کردہ مثنوی چندائن سے ہوا ہے اس مثنوی کی زبان اُردو ہے۔ یہ مثنوی بعہد فیروز شاہ تغلق ۷۸۱ھ (مطابق ۱۳۷۹ء) مکمل ہوئی۔ اس مثنوی کے چھٹے بند میں رسول اکرم کی شعری توصیف کی گئی ہے[۱]۔ نموتاً دو اشعار پیش ہیں۔

پرش　اک　سرجن　اجیارا　ناؤ　محمدؐ　جگت　پیارا
جہہ　لگ　سے　پر　تھمی　سری　دوتہ　ناؤں　منادی　پھری

بقول مولوی نصیر الدین ہاشمی اردو کی پہلی نعت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز نے رقم کی تھی[۲]۔ خواجہ محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز گلبرگہ تشریف لائے۔ اردو نعت گوئی کا دور اول آپ کے زمانے سے شروع ہوتا ہے خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

اے محمدؐ ہجلو جم جم جلوہ تیرا　　ذات تجلی ہوئے گی سیس سپور نہ تیرا
واحد اپنے آپ تھا اپس آپ نجھایا　　پرگٹہ جلوہ گاڑنے الف میم ہوآیا

ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اردو نعت گوئی کے آغاز کا سہرا کرامت علی شہیدی اور غلام امام شہید کے سر باندھا ہے۔[۳] اردو نعت گوئی کے قدیم (ابتدائی) دور میں مسلم نعت گو شعراء میں اکبر حسینی، نظامی صدر الدین بہرائچی، سلطان محمدؐ قلی قطب شاہ، ملاوجہی غواصی، صنعتی، ابن نشاطی، نصرتی، سید بلاقی، طبعی، مختار، قدرتی، فتاحی وغیرہ کے اسمائے گرامی مشہور ہیں۔ اس دور میں ولادت نامے، معراج نامے، وفات نامے اور سیرت رسول پاک لکھی گئیں۔ ان نعتوں کا بیان سادہ اور سپاٹ ہے کیونکہ ان شعرا کی نعت گوئی کا مقصد اظہار عقیدت کے ساتھ ساتھ عوام کو آنخضرت کی زندگی اور ان سے متعلق واقعات کی معلومات دینا تھا۔ مذہبی مثنویوں میں رنگ تغزل نہیں تھا بس مقصدیت پیش

نظر رہی۔ ولی اورنگ آبادی نے مختلف شعری ہیئتوں میں نعتیں کہی ہیں ۔ دکنی شعراء نے میلاد نامہ، معراج نامہ،نور نامہ، وفات نامہ وغیرہ نظم کئے۔چکی نامہ، چرخانامہ جھولنانامہ بھی تحریر کئے گئے۔

جناب آفاق انجم دہلی کے بدھ سنگھ قلندر کو اردو کا پہلا غیر مسلم نعت گو مانتے ہیں لیکن یہ ثبوت فراہم نہیں کر سکے کہ قلندر نے کوئی نعت کہی ہو۔ ۴؎ ولی اورنگ آبادی جب دلی تشریف لائے اس کے پہلے شمالی ہند میں اردو میں نعتیہ شاعری کا دور شروع ہو چکا تھا۔ اس دور کے شمال ہند کے کئی ہندو شعراء کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں مثلاً لالہ بدھ سنگھ قلندرؔ ، کشن لال مجروحؔ، گردھاری لال طرزؔ ، شیو سنگھ ظہور لیکن ان حضرات کی نعت گوئی کے متعلق کہیں کچھ نہیں مل سکا۔ ۵؎

قدما کے دوسرے دور میں اردو کے جو نعت گو ہوئے اس میں سرفہرست سراج اورنگ آبادی کا نام ہے۔سب سے جاندار نام مرزا رفیع الدین سوداؔ کا ہے جنہیں ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ شمالی ہند میں پہلا نعت گو شاعر مانتے ہیں ۶؎ نوازش علی شیدا باقر علی آگاہ اور نظیر اکبر آبادی دور متاخرین کے دیگر ممتاز نعت گو شعراء ہیں۔ اس دور میں نعتیہ شاعری ادبی لحاظ سے بلند ہوئی فارسی تراکیب اور محاورات کو نظم کیا گیا۔مثنویوں کے علاوہ قصیدوں کا بھی فروغ ہوا۔ سیرت پاک کو تفصیل کے ساتھ اور احادیث کی روشنی میں نظم کیا گیا اور اسوہ حسنہ کے وہ پہلو پیش کئے گئے جن سے امت کی اصلاح ہو سکے۔

اس عہد میں حیدر آباد دکن میں کئی نامور ہندو شعرا ہوئے مثلاً لچھمی نرائن شفیقؔ ، پیم چند پیم (ناگپور) رائے بالا پرشاد فرحتؔ حیدر آبادی ، رائے بھکراج مسرورؔ وغیرہ ۔ اس زمانے میں لکھنؤ میں پنڈت دیا شنکر نسیم نے اپنی مشہور مثنوی گلزار نسیم تصنیف کی جس کی ابتداء میں ہی حمدیہ اور نعتیہ اشعار ہیں۔ دستیاب مواد کی روشنی میں لچھمی نرائن شفیق کو غیر مسلم شعرا میں پہلا نعت گو ہونے کا اعزاز حاصل ہے آپ کی ولادت ۔ ۱۷۴۵ء میں ہوئی آپ مولانا آزادؔ بلگرامی کے شاگرد تھے شروع میں صاحبؔ اور بعد میں شفیقؔ، تخلص اختیار کیا۔اردو نعت گوئی میں آپ کا تصنیف کردہ معراج نامہ بہت مشہور ہوا۔

دور متوسطین: یہ دور ۱۸۲۰ء سے شروع ہوتا ہے اس میں شہیدیؔ، مومنؔ، لطف علی خان لطف امام شہید وغیرہ کے نام بہت مشہور ہیں۔نعتیہ شاعری کی بنیادوں کو مستحکم کیا گیا۔ اس زمانے کی نعتوں کی زبان صاف اور شستہ تھی۔تشبیہات اور استعارت میں رنگینی اور ندرت زیادہ تھی۔ کلام میں اثر، اخلاص۔معنویت خیالات میں تنوع اور انداز بیاں میں جدت تھی۔ سیاسی اور معاشی بدحالی نے مذہبی ادب کی طرف شاعروں کا رخ موڑا اور مذہبی ادب کو فروغ دیا۔لکھنؤ اور دلی اسکولوں کی شاعری

نے نعت گوئی کو متانت عطا کی۔ داخلی جذبات کا اظہار لطیف اور نفیس پیرائے میں کیا گیا لیکن جن اصطلاحات اور الفاظ کو استعمال کیا گیا ان کی تشریح تو تصوف کی زبان میں مل سکتی ہے۔ لیکن شریعت میں جواز نہیں ملتا۔ رسول کی محبت کا رنگ اتنا غالب ہوا کہ مناسب اور نامناسب کے انداز کو نظر انداز کردیا گیا۔ ادبی حیثیت سے نعتیہ کلام کا پایہ بھلے ہی بلند ہوا ہو لیکن جذبۂ خلوص نے اللہ اور رسول کے درمیان کی وہ حدیں توڑدیں جو خود رسول اکرمؐ نے قائم فرمائیں تھیں۔ عاشقانہ الفاظ کا استعمال ، مبالغہ آرائی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ تغزل کے شباب کا دور ہے۔

حیدرآباد کے راجہ مکھن لال مکھن، شنکر لال ساقیؔ (سہارنپور) اس دور کے ممتاز ہندو نعت گو ہیں۔ ۱۸۵۶ء دلی میں بعہد بہادر شاہ ظفر جو نعتیہ مشاعرہ ہوا تھا اس میں دو ہندو شعرا کے نام بھی فہرست میں شامل ہیں۔ منشی عزت سنگھ عیشؔ دہلوی شاگرد امام بخش صہبائی اور سندر لال شگفتہؔ لکھنوی شاگرد نسیمؔ دہلوی۔ انہوں نے نعتیں پیش کیں۔ ؎

دور جدید: یہ دور ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد شروع ہوا۔ اس پہلی جنگ آزادی کے ناکام ہونے سے ایک ذہنی انقلاب شروع ہوا۔ اس دور میں سیاسی ، تاریخی ، اخلاقی اور مناظر قدرت موضوع سخن بنے۔ نظم میں سادگی اور حقیقت پسندی پر زور دیا گیا۔ غزل کا رنگ بھی بدلا۔ فطری جذبات کا اظہار کمال فن کے ساتھ کیا گیا۔ صحتمند ادب تنوع کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اصلاحی پہلو پیش نظر رہا۔ نعتوں پر بھی عصری اثرات رونما ہوئے۔ رسول اکرم کے اسوۂ حسنہ اور اوصاف کو زندگی سے ہم آہنگ کیا گیا۔ صداقت پسندی کو اپنایا گیا۔ اس دور میں حالیؔ شبلیؔ ، رضاؔ بریلوی ، حمزہؔ ، محمد مظفرالدین معلیٰؔ وغیرہ کے نام آتے ہیں۔

اس دور کے ہندو نعت گویوں میں حیدرآباد دکن کی سلطنت کے مدار المہام (وزیر فوج جو بعد میں صدارت عظمیٰ پر فائز ہوئے) یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد ایک ممتاز سخنور ہیں جن کے نعتیہ مجموعے کا نام ہدیۂ شاد ہے۔ (جس میں ۱۳۳۱ اشعار ہیں یعنی ۱۰۳ غزلیں۔ ایک قصیدہ سات مخمس پانچ سلام ہیں) اس دور کے دیگر نامور نعت گو شعراء ہیں علامہ برج موہن وتاتریہ کیفیؔ ، پروفیسر تربھون ناتھ زتشی زار دہلوی منشی درگاہ سہائے سرور جہاں آبادی چنڈی پرشاد نگم شیدا دہلوی، برجموہن لال تکو زیبا امرتسری ، پروفیسر تلوک چند محروم، پنڈت لبھو رام جوش ملسیانی شیو پرشاد وہبیؔ لکھنوی ، راگھویندر راؤ جذب رائچوری ، چودھری دلو رام کوثری وغیرہ بحیثیت نعت گو چودھری دلو رام

کوثری نے بہت شہرت حاصل کی۔ ان کا منقوط اور غیر منقوط دونوں طرح کا کلام موجود ہے۔ اشعار کا استادانہ رنگ ملاحظہ کیجئے۔

یہ نسبت مرے اوج پر دال ہے　　ہے پائے محمدؐ سر دلورام
کہ ہے ممدوح اور مداح میں یہ ربط کس حد کا　　محمد اور دلو رام میں نقطہ نہیں کوئی
تعلق سو طرح سے ہے مشدد سے مشدد کا　　جدا کیا لام دلو رام ہے میم محمدؐ سے

۱۹ ویں صدی کے اختتامی دہائی میں پیدا ہونے والے نامور نعت گو حضرات میں پروفیسر رگھو پتی سہائے فراقؔ گورکھپوری ۱۸۹۶ء) بشیشور پرشاد منورؔ لکھنوی (۱۸۹۷ء) گوپی ناتھ امنؔ لکھنوی (۱۸۹۸) سکھدیو پرشاد بسملؔ الہ آبادی۔ یہ سخنور بیسویں صدی کے تیسرے ربع تک اپنا کلام پیش کرتے رہے۔

۲۰ صدی کے ابتدائی ربع میں پیدا ہونے والے نعت گو ہندو شعراء میں ہر چند اخترؔ (۱۹۰۰ء) آنند نرائن ملاؔ (۱۹۰۱ء) گرسرن لال ادیبؔ لکھنوی (۱۹۰۲ء) سادھو رام آرزو سہارنپوری، نوبہار صابر اور پنڈت رلارام رتنؔ پنڈوری (۱۹۰۷ء) بالمکند عرش ملسیانی (۱۹۰۸ء) کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ (۱۹۰۹ء) لالہ بدھ پرکاش جوہرؔ دیوبندی اور ستیہ پال اخترؔ رضوانی (۱۹۱۰) رام پرکاش ساحرؔ ہوشیار پوری (۱۹۱۲ء) ڈاکٹر پریم لال شفا (۱۹۱۴ء) رتن موہن زتشی خار دہلوی اور کرشن گوپال باوا مغموم (۱۹۱۶ء) جگناتھ آزادؔ (۱۹۱۸ء) جاوید وششٹ (۱۹۲۰ء) درشن سنگھ دگل ۱۹۲۱ء) کرشن موہنؔ (۱۹۲۲ء) رام پرکاش راہیؔ (۱۹۲۴ء) کالیداس گپتا رضاؔ (۱۹۲۵ء) امر چند قیسؔ جالندھری ڈاکٹر ستنام سنگھ خمارؔ وغیرہ۔ ان کی آواز بیسوی صدی کی ۸ ویں یا ۹ ویں دہائی تک بزم سخن میں سنائی دیتی رہی۔

دور حاضر : اس زمرے میں وہ سبھی سخنور شامل ہیں جن کی ولادت ۲۰ ویں صدی کے دوسرے ربع یا اس کے بعد ہوئی۔ اس دور میں نعت کی ہیئت اور ساخت میں کچھ تجربے کئے گئے ہیں۔ نظم اردو، نظم معرا، نثری نظمیں تین سطری نظمیں، ہائیکو، ترائیلے ۔ ماہیا، دوہے۔ سانیٹ۔ لوری کہہ مکر نیاں۔ نعتیہ کجری ، چوبوے وغیرہ مختلف ہیئتوں میں نعتیں لکھی گئیں۔ عہد حاضر کے کچھ نعت گو حضرات کے اسمائے گرامی پیش ہیں۔

پنڈت آنند موہن گلزار دہلویؔ، پریم بہاری لال سکسینہ رواںؔ، راجیندر بہادر موجؔ فتح گڑھی، جگدیش جین، چندر بھان خیالؔ کلدیپ نرائن تکو گوہرؔ، سیمابؔ سلطان پوری ، ڈاکٹر جی۔ آر۔ کنولؔ ، منموہن دلبر نورانی سردار گروبندر سنگھ کوہلی عازمؔ، سردار کرنیل سنگھ پنچھیؔ پورن سنگھ ہنرؔ ، راقمؔ

الحروف وغیرہ۔ یہ فہرست نامکمل ہے۔ صدہا شعراء نے ہزاروں نعتیں کہی ہیں ان کو جمع کرنے اور کتابی صورت میں شائع کرنے کے لئے ایک ادارے کی ضرورت ہے جہاں جہاں اردو زبان میں شاعری کرنیوالے موجود ہیں وہاں نعتوں کے چراغ روشن ہیں۔ ہندوپاک کے ہندوشعراء کے نعتیہ کلام کو جمع کرنے کے لئے باقاعدہ ایک منظّم مسلسل اور تنظیمی کوشش کی ضرورت ہے ۔ ممدوح کی ہستی اتنی بلند ہے کہ تمام پہلوؤں کو قلمبند کرنا ممکن نہیں۔ نعتیں کہی گئیں اور کہی جارہی ہیں اس لئے یہ کاوش مسلسل ہمیشہ تشنۂ تکمیل رہے گی۔ بس یہی عرض کرسکتا ہوں ۔

پر بحرِ سخن سدا ہے باقی

حوالے:

۱۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتحپوری : اردو شاعری میں نعت ، جلد اول ۱۹۹۱ء ص ۲ ۵۴ مطبوعہ نسیم ڈپو لکھنؤ چندائن ملادوا ص ۷ مرتبہ ماتا پرشاد گپت وشوودیالیہ پرکاش وارانسی

۲۔ مولوی نصیرالدین ہاشمی : دکن میں اردو (مطبوعہ ۱۹۶۳) ص ۴۵

۳۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری : اردو کی نعتیہ شاعری، ص ۵۲

۴۔ اردو غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی آفاق انجم مشمولہ شاعر حمد ونعت نمبر بمبئی جلد ۴ شمارہ ۸۷ اپریل ۲۰۰۷ء

۵۔ ان ناموں کا ذکر علی ابراہیم کے گلزار ابراہیم ، اور لطف علی خاں کے تذکرہ شعرائے گلشن ہند ، میں موجود ہیں لیکن ان کی نعت گوئی کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا گیا ہے۔ گلشن ابراہیم میں کل ۳۲۰ شعراء کا تذکرہ ہے یہ ۱۲۰۰ھ میں لکھا گیا لالہ بدھ سنگھ قلندرؔ کشن چند مجروحؔ تربیت یافتہ مظہر جان وجانان ص۲۲۹ گردھاری لال طرزؔ متوطن امروہہ شاگرد محمدؐ قائم اور شیو سنگھ ظہور کا ذکر ہے۔

۶۔ نعتیہ شاعری میں ہئیتی تجربے : علیم صبا نویدی ص ۲۵

۷۔ لکھنؤ کے ہندوشعراء کے جو تذکرے لکھے گئے اس میں یہ نام خیراتی لال شگفتہ دیا گیا ہے۔